آٹھواں پارہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

ساتویں پارہ کے شروع میں مشرکین کا یہ مطالبہ ذکر کیا گیا تھا کہ اگر ہمیں کوئی حسی معجزہ دکھایا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ آٹھویں پارہ کے شروع میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں، اگر ان کو حسی معجزات بھی دکھا دیئے جائیں، یہاں تک کہ قبروں سے مردے زندہ ہو کر ان سے باتیں کریں تو بھی یہ ایمان لانے والے نہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان کی مخالفت، استہزاء اور انکار سے پریشان نہ ہوں، ہر نبی کے ساتھ اِنسی اور جِنّی شیاطین نے ہمیشہ یہ رویہ اختیار کیا ہے، باقی آپ کی نبوت کے اثبات کے لیے ان کے مطلوبہ معجزات کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد معجزات سے نوازا ہے جن میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے، لہٰذا یہ اس معجزہ کو دیکھنے اور سننے کے باوجود انکار کرتے ہیں تو آپ پریشان نہ ہوں، کیونکہ زمین پر بسنے والے اکثر لوگوں کا یہی حال ہے کہ وہ ہدایت کو چھوڑتے ہیں اور گمراہی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ فرمایا: ”اور اگر آپ اکثر لوگوں کی بات مانیں گے جو دنیا میں ہیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے دور کر دیں گے۔“ (۱۱۶) اس آیت کریمہ سے مغربی جمہوریت کی نفی ہوتی ہے کیونکہ مغربی جمہوریت میں اکثر کی رائے کا اعتبار ہے خواہ وہ کتاب وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو جبکہ مسلمانوں کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اگر پوری دنیا کے انسان کسی ایسی بات پر متفق ہو جائیں جو کتاب وسنت کے واضح حکم کے خلاف ہو تو ان کے اتفاق کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور اسے رد کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد جو اہم مضامین اس سورت میں مذکور ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) رکوع نمبر دو کے آغاز میں فرمایا گیا کہ ”مؤمن کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو زندہ ہے اور اسے ہم نے نور عطا کیا ہے اور کافر کی مثال اس شخص جیسی ہے جو مردہ ہے اور تاریکیوں

میں پھنسا ہوا ہے۔" (۱۲۲)

(۲) ایمان اور ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے نوازتا ہے۔

(۳) ہدایت یافتہ اور گمراہ فریقوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا کہ اللہ ان سب کو قیامت کے دن جمع کرلے گا پھر ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دے گا۔ (۱۲۸-۱۲۹)

(۴) مشرکین کی مختلف حماقتوں میں سے ایک حماقت یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ زمین سے حاصل ہونے والے غلے اور چوپاؤں میں اللہ کا حصہ الگ کرلیتے تھے اور اپنے شرکاء کا حصہ الگ کرلیتے تھے پھر جو ان کے شرکاء کا حصہ ہوتا تھا اسے تو اللہ کے حصے میں نہیں ملنے دیتے تھے لیکن جو اللہ کا حصہ ہوتا تھا وہ اگر شرکاء کے حصے میں مل جاتا تو اسے برا نہیں سمجھتے تھے (۱۳۶) ان کی دوسری حماقت یہ تھی کہ وہ اپنی بیٹیوں کو فقر یا عار کی وجہ سے قتل کردیتے تھے۔ (۱۳۷) عورت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ حضور نے اپنی زبان وعمل سے یہ سمجھایا کہ بیٹی کا وجود نہ تو باعث ننگ ہے اور نہ فقر وغربت میں اضافے کا سبب۔ مشرکین کی تیسری حماقت قرآن نے یہ بتلائی کہ انہوں نے چوپاؤں کو مختلف قسموں میں تقسیم کررکھا تھا۔ بعض وہ تھے جو کاہنوں اور مذہبی پیشواؤں کے لئے مخصوص تھے۔ بعض وہ تھے کہ جن پر سوار ہونا اور ان سے کسی بھی طرح فائدہ اٹھانا جائز نہیں سمجھتے تھے اور بعض وہ تھے جنہیں ذبح کرتے وقت اللہ کی بجائے بتوں کے نام ذکر کرتے تھے، (۱۳۸) ایک چوتھی حماقت یہ بتلائی گئی کہ چوپائے کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوتا تھا اگر وہ زندہ پیدا ہوتا تو اسے مردوں کے لئے حلال سمجھتے تھے مگر عورتوں کے لئے حرام اور اگر وہ مردہ پیدا ہوتا تو اسے مرد اور عورت دونوں کے لئے حلال سمجھتے تھے۔ (۱۳۹)

مشرکین کی یہ حماقتیں بتانے کے بعد انہیں اللہ کی نعمتیں یاد دلائی گئیں کہ وہی اللہ ہے جس نے باغات، زیتون اور انار جیسے مختلف پھل پیدا کیے ہیں، وہی اللہ ہے جس نے بار برداری، گوشت اور دودھ کے حصول کے لئے چھوٹے اور بڑے جانور پیدا کیے۔ ان جانوروں اور کھانے پینے

کی دوسری اشیاء میں تحلیل وتحریم کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے، وہ جس چیز کو چاہتا ہے حلال کرتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے حرام کرتا ہے۔

(۵) مشرکین کے عقائد اور دعوؤں کی تردید کے بعد وہ مشہور آیات ہیں جن میں اللہ نے ایسی دس وصیتیں بیان فرمائی ہیں جن پر ساری آسمانی شریعتیں متفق ہیں اور تمام ادیان ان پر عمل کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ ان پر عمل کرنے سے انسانی سعادت کی حفاظت ہوتی ہے اور اسے دنیا وآخرت میں عزت وکرامت کی وہ زندگی حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ انسان کو دینا چاہتا ہے۔ پہلی وصیت یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے ۔ دوسری یہ کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور انہیں اپنی زبان وعمل سے تکلیف نہ دی جائے۔ تیسری یہ کہ اولاد کو فقر کے ڈر سے یا ننگ وعار کے خوف سے قتل نہ کیا جائے ۔ چوتھی یہ کہ ہر قسم کے فواحش اور برائیوں سے بچا جائے، خواہ وہ خفیہ ہو یا علانیہ۔ پانچویں یہ کہ انسان کو ناحق قتل کرنا حرام ہے، یہ بدترین گناہ ہے۔ چھٹی یہ کہ یتیم کے مال میں ناجائز تصرف نہ کیا جائے ۔ ساتویں یہ کہ ناپ تول کو پورا رکھا جائے ۔ آٹھویں یہ کہ سارے انسانوں کے درمیان عدل کو ملحوظ رکھا جائے، خواہ کوئی اپنا قریبی عزیز ہو یا دشمن۔ نویں یہ کہ اللہ کے عہد کو پورا کیا جائے۔ دسویں یہ کہ صراطِ مستقیم ہی کی اتباع کی جائے اور مختلف راستوں پر چلنے سے احتراز کیا جائے۔

یہ وصیتیں بیان کرنے کے بعد اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ علی الاعلان کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ نے دینِ حق کی ہدایت دی ہے، یہی ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اور یہ کہ میری نماز اور عبادات، سارے افعال واعمال خالص اللہ کے لئے ہیں، میں ان اعمال سے صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں ۔ سورت کا اختتام اس بات پر ہوا کہ یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے یہ ابتلاء اور آزمائش کے لئے ہوتا ہے تاکہ مؤمن، کافر اور نیک اور بد میں فرق ہو جائے۔

سورۃ الاعراف

یہ مکی سورت ہے اوراس میں دوسو چھ آیات ہیں، دوسری مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی تینوں بنیادی عقائد کوخصوصی اہمیت دی گئی ہے۔اس سورت کی ابتداء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معجزہ یعنی قرآن کا ذکر ہے جو کہ سارے انسانوں کے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے،اس سورت میں انسان کواللہ کی اس نعمت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ اس نے سب انسانوں کوایک ہی باپ سے پیدا کیا ہے تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اوراس بات کو یادرکھیں کہ وہ انسانیت میں بھائی بھائی ہیں۔اسی طرح اس سورت میں انسان کواللہ نے جوتکریم بخشی اس کا بھی ذکر ہے،وہ یہ کہ اللہ نے پہلے انسان کواپنے ہاتھوں سے پیدا کیا،اس میں اپنی روح پھونکی اورفرشتوں کواس کے سامنےسجدہ کرنے کا حکم دیا۔اس قصہ کے ضمن میں شیطان کے مکروفریب سے بچنے کی بھی تلقین کی گئی ہے کیونکہ وہ ایسا مکار دشمن ہے جوانسان کی راہ کھوٹی کرنے کے لئے ہرراستے پر بیٹھا ہواہے اورانسان کے ساتھ ٹکراؤ کی جوابتداء ابلیس کے انکارِ سجدہ سے ہوئی تھی اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اورخیر وشراورحق وباطل کے درمیان کشمکش کسی نہ کسی انداز میں باقی رہے گی۔

سورۂ اعراف کی ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مسلسل چار بارانسانوں کو''یابنی آدم'' کے صیغہ سے خطاب فرمایا ہے۔یہ چار ندائیں سورۂ اعراف کے علاوہ کسی اورسورت میں نہیں ہیں۔پہلی ندادسویں رکوع میں ہے،جس میں اللہ نے لباس کی نعمت کا ذکر کیا ہے۔آیت نمبر۲۶ جس میں فرمایا گیا:''اے اولادِ آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس اتاراہے جوتمہارے سترکوبھی چھپاتاہےاورزینت کا بھی باعث ہےاورتقویٰ کا لباس سب سے بہترہے۔''

دوسری نداد سویں رکوع کی آیت نمبر۲۷ میں ہے،جس میں اللہ تعالیٰ ابلیس کے فتنہ سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:''اے اولادِ آدم! کہیں شیطان تم کو بہکا نہ دے جیسے اس نے

تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا، ان کے لباس اتروادیئے تا کہ انہیں ان کا ستر دکھادے۔''

تیسری نداد سویں رکوع کی آیت نمبر ۳۱ میں ہے جس میں فرمایا گیا:''اے اولادِ آدم! اپنی زینت (کالباس) لے لو ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیوؤ اور اسراف نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

چوتھی ندا گیارہویں رکوع کی آیت نمبر ۳۵ میں ہے جس میں فرمایا گیا:''اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئیں جو تم کو میری آیات سنائیں تو جو تقویٰ اختیار کر لیں گے اور اپنی اصلاح کر لیں گے تو ایسوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اولادِ آدم کو یہ بار بار خطاب انہیں شیطان کے وساوس اور مکاریوں سے بچانے کے لئے ہے تا کہ انسان طمع ساز باتیں سن کر دھوکہ نہ کھا جائے کیونکہ وہ ایسا چالاک دشمن ہے جو بظاہر دوست کا لباس پہن کر آتا ہے اور ایسی مکار لومڑی ہے جو اپنے آپ کو خیر خواہ کے روپ میں پیش کرتی ہے، اسے حق کو باطل اور باطل کو حق، شر کو خیر اور خیر کو شر بنا کر پیش کرنے کا فن آتا ہے۔ دنیا میں جو لوگ بھی یہ کام کر رہے ہیں وہ حقیقت میں شیطان کے ایجنٹ ہیں۔ یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ پہلی تین ندائیں لباس کے بارے میں ہیں، ان میں سے دوسری ندا میں یہ بتادیا گیا کہ ابلیس لعین نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے لباس اتروادیئے تھے اور ان کے ستر کھلوادیئے تھے، گویا ابلیس کا ایک بڑا ہدف یہ ہے کہ اولادِ آدم کو شرم وحیا کے لباس سے محروم کر دے اور انہیں فحاشی اور عریانیت کی راہ پر لگادے۔ ستر کے تقاضے پورے کرنے والا لباس، انسان کو حیوان سے ممتاز کرتا ہے۔ حیوان ننگا پیدا ہوتا ہے اور زندگی بھر ننگا ہی رہتا ہے جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے لباس کے ساتھ عزت اور فضیلت بخشی ہے۔

آج جب ہم مغربی میڈیا کے ذریعہ بے حیائی کے امڈتے ہوئے سیلاب اور عورت کی آزادی کے نام پر حیا باختگی کی فضاء دیکھتے ہیں تو پھر یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ قرآن نے لباس کے

بارے میں تاکید اور تکرار کا اسلوب کیوں اختیار کیا ہے، ان نداؤں کے علاوہ سورۂ اعراف کے اہم مضامین درج ذیل ہیں:

(۱) مشرکین بیت اللہ کا ننگے طواف کرتے تھے اور اپنے اس قبیح عمل اور اس جیسے دوسرے اعمال کے بارے میں حجت یہ پیش کرتے تھے کہ ہمارے آباء و اجداد بھی یوں یہ کیا کرتے تھے اور بعض اوقات یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، ان کے اس دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا: ''اللہ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتا'' لہٰذا تمہارا یہ دعویٰ جھوٹ اور افتراء کے سوا کچھ نہیں، اسلام زندگی کے تمام جائز مطالبات کرنے والا دین ہے لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ کہ وہ لباس پہننے سے اور پاکیزہ چیزوں کے استعمال سے منع کرے، اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو رہبانیت کے قائل ہیں اور حلال اور پاک چیزوں سے اجتناب کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جسم اور روح، دین اور دنیا دونوں کے جائز مطالبات اور تقاضے پورے کرنے والا ہی حقیقت میں کامل مسلمان ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن کو مستقل روزے رکھتے ہیں اور رات کو قیام کرتے ہیں، عبادت میں یہ مشغولیت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اہلیہ تک کے حقوق ادا نہیں کرتے تو آپ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''تمہارے اوپر تمہارے رب کا بھی حق ہے، تمہارے نفس کا بھی حق ہے، تمہارے گھر والوں کا بھی حق ہے، لہٰذا ہر حق والے کو اس کا حق دو'' حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی اس نصیحت کا ذکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا ''سلمان نے سچ کہا ہے''۔

(۲) آٹھویں پارہ کے گیارہویں اور بارہویں رکوع میں ایسے دو گروہوں کا ذکر ہے جو فکر و نظر اور عقیدہ و عمل کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک گروہ ضد اور عناد، کفر اور استکبار کی راہ اپنانے والوں کا ہے جن کا ٹھکانہ جہنم کے سوا کچھ نہیں، دوسرا گروہ تسلیم و انقیاد اور ایمان اور اطاعت کی راہ پر چلنے والوں کا ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ جنت کے حقدار ہوں گے، یہ دونوں گروہ

جب اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے تو قرآن بتاتا ہے کہ ان کے درمیان مکالمہ ہوگا، اہلِ جنت دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ کیا تمہیں آج اللہ کے وعدوں کے سچ ہونے کا یقین آیا یا نہیں؟ وہ جواب میں اقرار کریں گے کہ ہاں ہم نے وعدوں کو سچا اور برحق پایا۔ دوزخی جب جہنم کی ہولناک گرمی اور بھوک پیاس سے پریشان ہو جائیں گے تو جنتیوں کے سامنے دستِ سوال دراز کریں گے کہ ہمیں کچھ کھانے اور پینے کو دو لیکن ظاہر ہے کہ ان کا یہ سوال رائیگاں جائے گا، یہ مکالمہ اس پارہ کے بارہویں اور تیرہویں رکوع میں مذکور ہے۔

ایک تیسرا گروہ بھی ہے جسے قرآن نے ''اصحاب اعراف'' کا نام دیا ہے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو مؤمن تھے لیکن اعمال صالحہ میں دوسرے جنتیوں سے پیچھے رہ گئے ہوں گے، انہیں نہ تو جنت میں داخل کیا جائے گا اور نہ ہی دوزخ میں بلکہ ان کا فیصلہ مؤخر کر دیا جائے گا، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ ان کو بھی جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں گے، ان اصحابِ اعراف اور دوزخیوں کے درمیان بھی مکالمہ ہوگا جو کہ تیرہویں رکوع میں مذکورہ ہے۔ ان مکالمات کے بعد اللہ کی قدرت اور توحید کے تین اہم دلائل بیان کئے گئے ہیں:

(۱) تہ بہ تہ سات آسمان جن میں سے ہر ایک دوسرے کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے قبہ ہوتا ہے، یہ ساتویں آسمان وسعت اور عظمت کے باوجود کسی ستون کے بغیر کھڑے ہیں۔

(۲) رحمٰن کا عرش جس کی وسعت کا یہ حال ہے کہ سارے آسمان اور ساری زمینیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتے اور کسی کا خیال اس کی عظمت کا تصور نہیں کر سکتا کیونکہ عرش کے مقابلے میں کرسی ایسی ہے جیسے کوئی حلقہ جو کہ وسیع وعریض صحراء میں پڑا ہو، کرسی کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ وہ ارض وسما میں نہیں سما سکتی تو عرش کی وسعت کیا ہوگی، عرش اور کرسی ان حقیقتوں میں سے ہیں جن پر ہم ایمان تو رکھتے ہیں مگر ان کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔

(۳) تیسری دلیل جو یہاں بیان کی گئی ہے وہ سورج چاند اور ستاروں کی تخلیق ہے یہ سب چیزیں اللہ کی مشیت اور غلبہ کے تحت ہیں، ایسی فضا میں تیر رہے ہیں، جس کی وسعتوں کا کسی کو

بھی اندازہ نہیں، نہ تو یہ آپس میں ٹکراتے ہیں اور نہ ہی اپنے مدار سے باہر نکلتے ہیں۔

یہ دلائل اور آخر میں چھ انبیاء کرام یعنی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے قصے اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے پہلا قصہ شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام کا ہے اور آخری قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے، ان قصّوں میں جو مختلف حکمتیں اور عبرتیں پوشیدہ ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کی ایذاؤں پر تسلی دینا۔

(۲) متکبروں کا انجامِ بد اور نیکوکاروں کا اچھا انجام بتانا۔

(۳) اس بات پر تنبیہ کرنا کہ اللہ کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں، بالآخر ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا مل کر رہتی ہے۔

(۴) ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سچائی کی دلیل پیش کرنا کہ اُمّی ہونے کے باوجود آپ تاریخ کے گمشدہ اوراق، حقائق کے مطابق پیش فرماتے تھے۔

(۵) انسانوں کے لیے عبرت ونصیحت کا سامان پیش کرنا۔

☆......☆......☆

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]